رحمۃ للعالمین
عشق
علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی
مرتب:
اقبال احمد اختر القادری
فیض رضا پبلیکیشنز
آر-۳۱، بلاک نمبر ۱۷، گلبرگ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

نام ـــــــ عرشیہ
تصنیف ـــــــ علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی
مرتب ـــــــ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
تصحیح ـــــــ مولانا سرفراز احمد اختر القادری
خطاطی ـــــــ چوہدری افتخار ملہی
صفحات ـــــــ ۸۰
تعداد ـــــــ ۱۰۰۰ (ایک ہزار)
سن اشاعت ـــــــ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء
معاون ـــــــ مقصود حسین اویسی قادری
ہدیہ ـــــــ ۲۵/ روپیہ
ناشر ـــــــ فیضِ رضا پبلی کیشنز، کراچی

- فیض رضا پبلی کیشنز، آر-۳۱، بلاک نمبر ۱۷، کراچی
- مکتبۂ اویسیہ رضویہ، سیرانی مسجد، سیرانی روڈ، بہاولپور

مطبوعہ: المختار پبلیکیشنز کراچی فون ۷۷۲۵۱۵۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

کوزے میں دریا

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

کئی برس قبل ہندوستان کے ایک اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ حضور اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو معراج ہوئی اور نہ ہی دیدار الٰہی۔ فقیر اس کے جواب کے طور پر حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے رسالہ مبارکہ "منبہ المنبیہ بوصول الحبیب الی العرش والرویہ"، کو تسہیل کر کے دو حصّوں میں الگ الگ عنوان کے تحت مرتب کیا تھا۔

- رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیدار الٰہی
- رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور عالم بیداری میں معراج۔

آخر الذکر میں مختصر دلائل کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالمِ بیداری میں نہ صرف آسمانوں بلکہ عرش تک جانا ثابت کیا گیا ہے۔ خواہش تھی کہ اس عنوان پر کوئی فاضل تفصیلی مقالہ تحریر کرے۔ چنانچہ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے اس خواہش کو پورا فرما کر خوشی کا سامان مہیا کیا۔ اس رسالہ میں آپ نے نہ صرف یہ کہ دلائل سے عرش تک

جانا ثابت کیا ہے بلکہ منکرین کے اعتراضات کے تفصیلی جوابات دیتے ہوئے ان کا بھرپور محاسبہ بھی فرمایا ہے۔ آپ کے دلائل نہایت قوی اور ٹھوس ہیں۔ جا بجا حوالہ جات کے اہتمام نے اس رسالہ کو علمی و تحقیقی دُنیا میں لاکھڑا کیا ہے یہ رسالہ دیکھنے اگرچہ اسّی (۸۰) صفحات پر مشتمل ہے مگر درحقیقت مصنف نے کوزے میں دریا بند کردیا ہے۔
آج کی مصروف دُنیا میں وقت کی قلت ہے اس لحاظ سے حجم مناسب ہے۔ اگر اسے مزید پھیلا دیا جاتا تو کئی سو صفحات بنتے۔

حضرت مصنف کی ذات علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ربِ کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل موصوف کو علم و فن کے خزانوں سے خاص حصّہ عطا فرمایا ہے جس پر آپ کی دو ہزار سے متجاوز تصانیف دلالت کرتی ہیں۔ آپ کو حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی بحر العلوم شخصیت سے خاص لگاؤ ہے اور اسی خاص لگاؤ نے اس بحر العلوم سے نکلنے والے دریائے علم و فن کو آپ کی ذات میں موجزن کر دیا، چنانچہ علامہ اویسی کی ذات از خود "کوزے میں دریا" کی مثل ہے۔
اللہ تعالیٰ اس دریائے علم و فن سے عالمِ اسلام کو تادیر سیرابی عطا فرمائے (آمین)

اقبال احمد اختر القادری
(۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ) 2-B-5/317-L، نارتھ کراچی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحنان المنان ٥ والصلوٰۃ والسلام علی حبیب الرحمٰن ٥ محمد ن المصطفٰے صاحب القرآن ٥ واشھد ان لا الٰہ الا ھو اللہ الملک الدیان ٥ واشھد ان سیدنا ومولانا محمدًا عبدہٗ ورسولہ المبعوث فی آخر الزمان ٥ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ مادام النیران

بعض نادان اور بخیل الطبع لوگ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف میں عرش تک تشریف لے جانے کا انکار کرتے ہیں، یہ ان کی عقل کی خرابی ہے۔ فقیر نے پیشِ نظر رسالہ "عرشیہ" میں دلائل کے ساتھ یہی ثابت کیا ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے۔

فقیر کی دیگر تصانیفِ جدیدہ کی طرح اس رسالے کا ظاہری و باطنی حسن بھی حضرت علامہ ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مدظلہ العالی کی توجہ وعنایات کا ثمر ہے۔ وہ خود بھی علم و فن اور شریعت و سنت کے حسن سے مالا مال ہیں۔ اور ان کی تحریر کے حسن کا تو جواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری
ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

عرش معلّٰی کے ایک ہزار ستون ہیں۔ ایک روایت ہے کہ اس
کے تین سَو پائے ہیں ایک پایہ سے دُوسرے پایہ تک تین ہزار
سال کی راہ ہے۔ ہر ایک پایہ پر بے شمار فرشتے صف بستہ گھیرا ڈالنے
والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کی حفاظت فرماتا
ہے۔ (پ ۱۱۔ التوبہ، روح البیان)

یاد رہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین، عرشِ معلّٰی
کے گھیرے میں ہیں۔ زمین و آسمان میں پیدا ہونے والی ہر چیز کا
عرشِ معلّٰی نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ اسی لئے اس کا نام
فلک الافلاک بھی ہے۔ غیاث اللغات میں اس کا نقشہ یوں ہے

فلک الافلاک

غیاث اللغات میں ہے کہ فلک الافلاک عبارت ہے فلک اعظم سے کہ وہ آسمانوں کا آسمان ہے یعنی سب پر محیط ہے اور شرع میں اس کو عرش کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ عالم عبارت ہے کرۂ افلاک اور عناصر کے مجموعہ سے اور افلاک تہ بہ تہ پوستہائے پیاز نو کے ہیں منجملہ ان کے ایک فلک الافلاک ہے کہ جمیع افلاک پر محیط ہے اور ابتداء آسمانوں کی فلک الافلاک سے ہے اور فلک قمر پر منتہی ہوئی ہے۔ چنانچہ فلک الافلاک کے نیچے فلک ہشتم ہے۔ علماء علم ہئیت و ریاضی اس کو فلک ثوابت اور فلک البروج کہتے ہیں۔ اس کے نیچے فلکِ زحل ہے جس کو ساتواں آسمان کہتے ہیں، اس کے نیچے فلک مشتری ہے جس کو چھٹا آسمان کہتے ہیں۔ اس کے نیچے فلک مریخ ہے جس کو پانچواں آسمان کہتے ہیں۔ اس کے نیچے فلکِ شمس ہے جس کو چوتھا آسمان کہتے ہیں۔ اس کے نیچے فلک زہرہ ہے جس کو تیسرا آسمان کہتے ہیں، اس کے نیچے فلک عطارد ہے جس کو دوسرا آسمان کہتے ہیں۔ اس کے نیچے فلک قمر ہے جس کو پہلا آسمان کہتے ہیں اور ان آسمانوں کے نیچے طبقات عناصر اربعہ ہیں یعنی فلک قمر کے نیچے کرۂ آب اور درمیان کرۂ آب کے کرۂ خاک ہے مگر کرۂ آب اور کرۂ خاک دونوں مل کر ایک کرہ کا حکم رکھتے ہیں کہ آب نے خاک کا پورا احاطہ نہیں کیا بلکہ ربع زمین کشادہ ہے اور واضح ہو کہ دور کرۂ زمین کا چوبیس ہزار کوس اور طول ربع مسکون کا مشرق سے مغرب تک بارہ ہزار کوس

اور عرض چھ ہزار کوس اور قطر زمین کا سات ہزار چھ سو تیس کوس کا ہے اور فاصلہ فلک قمر کا سطح زمین سے چالیس ہزار چھ سو تریسٹھ فرسنگ اور فلک شمس کا ایک لاکھ سینتالیس ہزار چھ سو دس فرسنگ اور فلک ثوابت کا اڑتیس لاکھ تینتیس ہزار ترسٹھ فرسنگ کا ہے اور فاصلہ فلک الافلاک یعنی عرش اعظم کا بجز خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا کہ کس قدر ہے اور شکل افلاک اور کرۂ ہائے عناصر کی کہ مجموعہ عالم ہے واسطے تفہیم اور تفریح طالبعلموں کے لکھی گئی ہے۔ یعنی وہ نقشہ جو ہم نے اوپر لکھا ہے۔

عرش ست کمین پایۂ زیوانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعض محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ کو صرف اپنے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت شرافت کے اظہار کے لئے پیدا فرمایا ہے اس لئے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے "عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا" قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ حضرت صدر الافاضل لکھتے ہیں کہ

"اور مقام محمود مقام شفاعت ہے کہ اس میں اولین و آخرین حضور کی حمد کریں گے۔ اسی پر جمہور ہیں" (خزائن العرفان)

اور روح البیان میں ہے کہ مقام محمود عرش ایک اعلیٰ مقام کا نام ہے۔ دوسرا یہ کہ عرش کتاب الابرار کا معدن و مخزن ہے کما قال ان کتاب الابرار لفی علیین" علاوہ ازیں عرش معلیٰ

فرشتوں کا آئینہ ہے کہ اس سے وہ تمام انسانوں کو دیکھ رہے ہیں تاکہ وہ قیامت میں ان کے متعلق گواہی دے سکیں۔

(فائدہ) عالم مثال وتمثال عرش میں ہے۔ جیسے عالم اطلس کرسی میں ہے (روح البیان پ ۱۱)

عرشِ اعظم حضرت انسان ہے

صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے شیخ قدس سرہ نے اپنے رسالہ عرفانیہ میں لکھا ہے جسے آپ نے ۱۰۸۳ھ میں تحریر فرمایا کہ عرش عظیم انسان کبیر اور عرش کریم انسان صغیر ہے۔ عرش عظیم اور انسان کبیر کا ظاہر متبدل و متغیر ہوتا رہتا ہے لیکن اس کا باطن دائماً ایک حالت پہ ہوتا ہے۔ عرش کریم اور انسان صغیر کا باطن متغیر و متبدل ہوتا ہے لیکن اس کا ظاہر ایک حال پہ رہتا ہے

صاحب رُوح البیان کی تحقیق

صاحب رُوح البیان اپنے شیخ قدس سرہ کے مذکورہ بالا بیان کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرے شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کلام مذکور کا مطلب یہ ہے کہ عرش عظیم سے مراد وہی عرش محیط ہے جسے ملکوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے ظاہر سے اس کے ماتحت باقی اجرام و فلکیات مراد ہیں جسے عالم کون و فساد کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہی اشیاء عرش کے نیچے ظاہر ہیں۔ اس لئے ان میں تغیر و تبدل بھی ہے اور کون وفساد

کو بھی قبول کرتی ہے بخلاف عرش کے باطن کے کہ وہ اس
کی اپنی ذات ہے۔ اس کا ایک حالت پہ رہنا ضروری ہے
اور عرشِ کریم جسے انسان کبیر سے تعبیر کیا گیا ہے اس کا
ظاہر سے اُس کی عمر اور زندگی مراد ہے۔ وہ ایک ہی
حالت پہ رہتی ہے بخلاف اس کے باطن کے کہ اس سے
اُس کا قلب مُراد ہے اور وہ متبدل متغیّر ہوتی رہتی ہے
اسی لیے اسے افکار و نقلیات گھیرے رہتے ہیں اس لئے
کہ وہ متبدل بھی ہے اور متغیر بھی اور اللہ تعالیٰ ہر عرشِ
ظاہری و باطنی اور ہر اوّل و آخر کا ربّ اور خالق ہے۔
(روح البیان پ ۱)

عرش کی آبادی

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج
عرش کے نیچے ستّر شہر دیکھے۔ ہر
شہر تمہاری تمام دُنیا سے ستّر گُنا بڑا تھا اور وہ تمام ملائکہ
کرام سے پُر تھے جو ہر ایک تسبیح میں معروف ہے اور
اپنی تسبیح میں عرض کرتے ہیں "اللھم اغفر
لمن اغتسل یوم الجمعۃ" اے اللہ جمعہ کے دن غسل
کرنے والوں کو بخش دے۔

عرش پہ تشریف لیجانا

اکابرینِ اہلسنّت باتفاق رائے لکھ گئے
ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم عرش پر بہ نفس نفیس اور بحالت بیداری تشریف لیگئے

(۱) علامہ قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں کہ قد اختلف العلماء فی اسراء واحد او اسراء ان مرۃ بروحہ وجسدہ یقظۃ بروحہ وجسدہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی ثم منامًا من المسجد الاقصٰی الی العرش فالحق انہ اسراء واحد بروحہ وجسدہ یقظۃ فی القصۃ کلہا والی ھذا ذھب الجمہور من علماء المحدثین والفقہاء والمتکلمین۔

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو۔ ایک بار روح و بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصٰی تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک۔ اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر ہی کے ساتھ ہے جمہور علماء محدثین و فقہا و متکلمین سب کا اتفاق ہے

(۲) اسی میں ہے۔ المعاریج عشرۃ (الیٰ قولہ) العاشر الی العرش۔ معراجیں دس ہوئیں دسویں عرش تک۔

(۳) اسی میں ہے قد ورد فی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرج بی جبریل الی سدرۃ المنتہٰی ودنا الجبار رب العزۃ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی مذلیہ علٰی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش۔ صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم فرماتے ہیں میرے ساتھ جبریل نے سدرۃ المنتہے تک عروج کیا اور جبار رب العزۃ جل جلالہ نے دنو وتدلی فرمایا تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا۔ یہ تدلی بالائے عرش تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

(۴) علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ورد فی المعراج انہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما بلغ سدرۃ المنتہے جاءہ بالرفرف جبریل علیہ الصلاۃ والسلام فتناولہ فطاربہ الی العرش۔ حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہے پہنچے جبریل علیہ السلام رفرف حاضر لائے وہ حضور علیہ السلام کو لے کر عرش تک اُڑ گیا

(۵) یہی علامہ خفاجی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہے کے آگے عرش پر تشریف لے گئے۔

(نسیم الریاض صـ۲۹۱، ج ۲)

(۶) شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اسی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے ؎

چناں تیز درتہہ قربت براند
کہ درسدرہ جبریل زو بازماند

(۷) نسیم الریاض میں ہے۔ وعلیہ یدل صحیح الاحادیث الآحاد الدالۃ دخولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الجنۃ و وصولہ الی العرش او طرف العالم کما سیأتی کل ذلک بجسدہ یقظۃ۔ صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم شب اسریٰ جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لامکان ہے۔ اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

(۸) حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰے عنہ فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں، اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان خلقہ القرآن و تخلق بالاسماء وکان اللہ سبحنہ و تعالیٰ ذکر فی کتابہ العزیز انہ تعالیٰ استوی علی العرش علیٰ طریق التمدح والثناء علیٰ نفسہ اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ہذا الاستواء نسبتہ علیٰ طریق التمدح والثناء بہ علیہ حیث کان اعلیٰ مقام ینتھیٰ الیہ من اسریٰ بہ من الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام وذلک یدل علی انہ اسریٰ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسمہ ولو کان الاسراء بہ رؤیا لما کان الاسراء ولا وصول الی ہذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعراب انکار علیٰ ذلک۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا اور حضور اسماء الٰہیہ کی خود خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے

عرش پر استوا بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس صفت استوی علی العرش کے پر تو سے مدح و منقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہٰے ہو اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقام استوا علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

(۹) شب معراج میں روحِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براق کو خیرباد فرمایا تو منتظر امداد غیبی ہوئے، اس وقت میری روح بحکم خداوند آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر عرش معلےٰ کی طرف پرواز کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میری روح نے مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچا دیا۔

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اس خدمت سے خوش ہو کر فرمایا:

یا ولدی قدمی ھذہ علےٰ رقبتک وقدماک علی رقاب جمیع اولیاء اللہ۔

"میرے بیٹے میرا قدم تیری گردن پر اور تیرے
دونوں قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوں گے۔"
مشائخ قادریہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ غوث الثقلین کے
دوش مبارک پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
قدموں کے نشان مبارک عالم دنیا میں اسی طرح نمایاں
تھے جیسے مہرِ نبوت۔ (تفصیل فقیر کی کتاب غوث اعظم پڑھئے)

(۱۰) امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہٗ قصیدۂ
بردہ شریف میں فرماتے ہیں ؎

سریت من حرم لیلا الی حرم ۔۔۔ کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلۃ ۔۔۔ من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم
خفضت کل مقام بالاضافۃ اذ ۔۔۔ نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فحزت کل فخار غیر مشترک ۔۔۔ وجزت کل مقام غیر مزدحم

یعنی یا رسول اللہ آپ رات کے ایک تھوڑے سے
حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصٰی کی طرف تشریف
فرما ہوئے۔ جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند
چلے اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں
تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے یہ پائی
نہ کسی کو اُس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے
تمام مقامات کو پست فرما دیا۔ جب حضور رفع کیلئے
مفردِ علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر
جمع فرما لیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام

سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا۔ یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرما لئے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے۔ یعنی عالمِ امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا

(١١) علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الیٰ ان لم تترک غایۃ لساع الی السبق من کمال القرب المطلق الجناب الحق ولا ترکت موضع رقی وصعود وقیام وقعود لطالب رفعۃ فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلک مقام قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الیک ربک ما اوحیٰ۔

یعنی حضور نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لئے کوئی عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی نہ رکھی۔ بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی۔

(١٢) یہی امام ابو عبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہٗ

ام القریٰ میں فرماتے ہیں۔

وترقی بہ الیٰ قاب قوسین   وتلک السیادہ القعساء

رتب تسقط الامانی حسریٰ   دونہا، ما وراہن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں۔ ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

(۱۳) امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

قال بعض الائمۃ والمعاریج لیلۃ الاسراء عشرۃ سبعۃ فی السمٰوات والثامن الیٰ سدرۃ المنتہٰی والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش الخ

بعض آئمہ نے فرمایا شب اسریٰ دس معراجیں تھیں۔ سات ساتوں آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ المنتہیٰ نویں مستوی دسویں عرش تک۔

(۱۴) علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا:

حیث قال قال شہاب المکی فی شرح ہمزیۃ الابوصیری عن بعض الائمۃ ان المعاریج عشرۃ الیٰ قولہ والعاشر الی العرش والرؤیۃ۔

معراجیں دس ہیں دسویں عرش و دیدار تک۔

(۱۵) شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے:

لما اعطی سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام الریح التی غدوہا شہر ورواحہا شہر اعطی نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البراق فحملہ من الفرش الی العرش فی لحظۃ واحدۃ واقل مسافۃ فی ذلک سبعۃ الاف سنۃ وما فوق العرش الی المستوی والرفرف لایعلمہ الا اللہ تعالیٰ۔

جب سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے اور وہ جو فوق العرش سے مستوی ورفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

(۱۶) نیز فرمایا:

لما اعطی موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام الکلام اعطی نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثلہ لیلۃ الاسراء وزیادۃ الدنو والرویۃ بعین البصر وشتان ما بین جبل الطور الذی نوجی بہ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وما فوق العرش الذی نوجی بہ نبینا صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم۔
جبکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولتِ کلام عطا ہوئی۔ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شبِ اسریٰ ملی اور زیادت قرب اور چشمِ سر سے دیدارِ الٰہی۔ اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہِ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

(۱۷) نیز فرمایا:
رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببدنہ یقظۃ لیلۃ الاسراء الی السماء ثم الی سدرۃ المنتھی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف والرویۃ۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شبِ اسریٰ آسمانوں تک ترقی فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ پھر مقام مستویٰ پھر عرش ورفرف ودیدار تک۔

(۱۸) علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعلیقات افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:
الاسراء بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی یقظۃ بالجسد والروح من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ ثم عرج

بہ الی السموات العلی ثم الی سدرۃ المنتہیٰ ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج بیداری میں بدن و روح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی پھر آسمانوں پھر سدرہ پھر مستوی پھر عرش و رفرف۔

(۱۹) فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے:

رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء من بیت المقدس الی السموات السبع الی حیث شاء اللہ تعالیٰ لکنہ لم یجاوز العرش علی الراجح۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی شب اسریٰ بیت المقدس سے ساتوں آسمان اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔ (یہ ان کا اپنا خیال ہے)

اُسی میں ہے:

المعاریج لیلۃ الاسراء عشرۃ سبعۃ فی السموات والثامن الی سدرۃ المنتہیٰ والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ہو تحقیق عند اہل المعاریج۔

معراجیں شب اسرا دس ہوئیں، سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرہ نویں مستوی دسویں عرش تک، مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

(۲۰) اسی میں ہے:

بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتهٰی ثم جاوزہا الی مستوی ثم زُجّ به النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرة کل حجاب خمسمائة عام ثم دُلی له رفرف اخضر فارتقی به حتی وصل الی العرش ولم یجاوزہ فکان من ربه قاب قوسین او ادنیٰ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوی پر پہنچے پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستّر ہزار پردے نور کے طے فرمائے۔ ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا حضور اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

ازالۂ وہم

شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارات ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولامکان کی تصریح ہے۔ لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتہً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں عرش تک منتہائے مکان ہے اس سے آگے لامکان ہے اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے راءالوراتک ترقی فرمائی۔ جسے ان کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ ہے کہ دونوں پاؤں سے سیر کا منتہے عرش ہے تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نا اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہا قاب قوسین اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے ورا کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا

(۲۱) سیدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا فرماتے ہیں کہ

لیس الرجل من یقیدہ العرش وما حواہ عن الافلاک

والجنۃ والنار وان الرجل من نفذ بصرہ الی خارج ہٰذا الوجود کلہ وہناک یعرف قدر عظمۃ موجدہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک وجنت ونار یہی چیزیں مقید کرلیں۔ مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

(۲۲) امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ، علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں

و منہا انہ رای اللہ تعالیٰ بعینہ، یقظۃ علی الراجح وکلمہ اللہ تعالیٰ فی الرفیع الاعلیٰ، علی سائر الامکنۃ وقد روی ابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ قاب قوسین او ادنیٰ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند و بالا مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شبِ اسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(۲۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ (اشعۃ اللمعات صنہ ۵۶ ج ۴) سدرۃ المنتہٰی کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ومنتہے علوم خلق وعروج ملائکہ آنست ولہذا سدرۃ المنتہے نام کردہ اند۔ وجز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاتر از آں ہیچکس نرفتہ۔ وآنحضرت بجائے رفت کہ آنجا جانیست۔
منتہٰی علوم خلق اور عروج ملائکہ کا انتہائی مقام ہے اسی لئے اسے سدرۃ المنتہے کہا گیا ہے اور سوائے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی اس کے آگے نہیں گیا بلکہ آپ تو وہاں پہونچے جسے جگہ بھی نہیں کہا جاسکتا لیکن لامکان!

(۲۴) امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ صنہ ۱۰۱ ج ۶) میں لکھتے ہیں کہ۔

انا فتدلٰی فکان قاب قوسین اوادنی اوجاوز	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج

السبع الطباق وهی السموات او جاوز سدرة المنتهٰی و وصل الی محل من القرب سبق من اولین والآخرین و لم یصل الیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب

ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہٰی سے گزر گئے اور ایسے مقام تک پہنچے کہ اولین و آخرین سب پر سبقت لے گئے کیونکہ جہاں حضور علیہ السلام پہنچے وہاں نہ کوئی نبی پہنچا نہ رسول نہ کوئی مقرب فرشتہ۔

(۲۵) اسی زرقانی ص۹۹ ج ۶ میں ہے کہ

و دنو الرب تبارک وتعالیٰ و تدلیہ علی ما فی حدیث شریک عن انس لکان فوق العرش الا الی الارض۔

اللہ کا اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قریب ہونا اور زیادتی قرب کا طلب فرمانا عرش کے اوپر تھا زمین پر نہیں

(۲۶) شفا قاضی عیاض رحمہ اللہ میں ہے

تدلی الرفرف لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فجلس علیہ ثم رفع فدنا من ربہ . . .

شب معراج میں رفرف حضور علیہ السلام کے لئے نیچے ہوا آپ اس پر رونق افروز ہوئے اس کے ذریعے آپ اپنے رب کے قریب ہوئے۔

(فائدہ) اس عبارت میں عرش کی تصریح نہیں دوسری جگہ اسی کتاب میں تصریح ہے اور قرب رب سے ہی عرش الٰہی مراد ہے۔

(۲۷) اسلامی عقائد کی مشہور درسی شرح عقائد ص۱۰۵ میں ہے کہ

قولہ ثم الی ما شاء اللّٰہ تعالیٰ اشارہ الی اختلاف اقوال السلف فقیل الی الجنۃ و قیل العرش و قیل الی فوق العرش و قیل الی طرف العالم۔	ثم الی ما شاء اللّٰہ تعالیٰ اشارہ ہے اقوالِ سلف کے اختلاف کی طرف۔ پس کہا ہے معراج جنت تک ہوا اور کہا گیا ہے عرش کے اوپر تک ہوا اور کہا گیا ہے عالمِ کائنات کی طرف تک ہوا۔

ازالۂ وہم اس سے کسی کو وہم نہ ہو کہ عرش تک رسائی کا ذکر قیل سے کیوں ہے۔ اس کی وجہ میں نے سوالات کے جوابات میں عرض کر دی ہے کہ یہ مسئلہ فضائل سے ہے اسی لئے اس کا منکر کافر نہیں۔

(۲۸) امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر ص۳۷ ج۲ میں فرماتے ہیں کہ

قل انما قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سبیل التمدح حتی ظہرت لمستوی اشارۃ	نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستوی

لما قلنا من ان منتهی السیر بالقدم المحسوس العرش.

پر بلند ہوا اُسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہٰے عرش ہے۔

(۲۹) مدارج النبوۃ شریف میں ہے

فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس گسترانیدہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او بر نور آفتاب پس درخشید باں نور بصر من نہادہ شدم من برآں رفرف و برداشتہ شدم تا برسیدم بعرش۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر میرے لئے سبز رنگ رفرف بچھایا گیا جس کا نور سورج کے نور پر غالب تھا اس نور کی چمک سے میں رفرف پر پہنچا تاکہ میں آسانی سے عرش معلی پر جا سکوں۔

(۳۰) یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار پڑھیئے

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں
اسری بعبدہٖ است من المسجد الحرام
تا عرصۂ وجوب کہ اقصائے عالم است
کانجانہ جاست نے جہت و نے نشان نام

ترجمہ (۱) طبیعت امکاں سے قدم اٹھایا جس کا بیاں اسری بعبدہٖ میں ہے۔

(۲) یہاں تک وجوب کے میدان میں پہنچے اور وہ عالم امکاں کا انتہا ہے ایسی جگہ قدم رکھا کہ وہاں نہ جہت

ہے نہ نشان ہے نہ نام۔
بے شک حضور علیہ السلام نے اللہ کو دو بار دیکھا۔
۱۔ سدرۃ المنتہے کے نزدیک۔ ۲۔ جب عرش معلی کے اوپر تشریف لائے۔

(۳۱) اسی کے باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قد رای ربہ مرتین میں ارشاد فرمایا

بتحقیق دید آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پروردگار خود را جل وعلا دو بار یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتہیٰ بود دوم چوں بالائے عرش بر آمد۔

یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کو دو بار دیکھا ۱۔ سدرۃ المنتہے کے نزدیک ۲۔ عرش معلی پر تشریف لے جانے پر۔

(۳۲) مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اوّل مکتوب ۲۸۳ میں ہے:

آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام در شب از دائرہ امکان و زمان بیروں جست و از تنگیٔ امکان برآمدہ ازل و ابد را آن واحد یافت و بدایت و نہایت را در یک نقطہ متحد دید۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دائرہ امکان و زماں سے باہر تشریف لے گئے اور تنگیٔ مکان سے فارغ ہوکر واحد اللہ کو پایا اور وہاں ابتداء و انتہا کو ایک نقطہ میں متحد پایا۔

(۱۳) مکتوب ۲۷۲ میں ہے کہ

محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلم کہ محبوب رب العالمین است و بہترین موجودات اولین و آخرین بدولت معراج جسمانی مشرف شد واز و کرسی در گذشت داز مکان وزمان بالارفت۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ آپ محبوب رب العالمین اور اولین وآخرین جملہ مخلوقات میں سے آپ بہتر و برتر ہیں۔ آپ معراج جسمانی سے مشرف ہوئے آپ عرش و کرسی سے گزر گئے بلکہ مکان و زمان سے بھی آپ کی پرواز بلند ہوئی۔

قاعدہ: یہاں علم الحدیث کا ایک قاعدہ بھی عرض کردوں۔ ممکن ہے منکرین کو سمجھ آجائے ورنہ اہلسنت تو لازماً مطمئن ہوں گے۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کوئی قول منسوب ہو تو قابل قبول ہے

امام ابن الصلاح کتاب معرفۃ انواع علم الحدیث میں فرماتے ہیں:

قول المصنفین من الفقہاء وغیرہم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کذا وکذا ونحو ذلک کلہ

مصنفین فقہاء کرام ہوں یا کوئی اور کا کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا ہے یا اس طرح کسی طریقہ سے

من قبیل المعضل وسماہ الخطیب ابو بکر الحافظ مرسلا وذلک علی مذہب من یسمی کل ما لا یتصل مرسلا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کوئی قول منسوب کرنا یہ معضل ہے اور خطیب نے اس کا نام مرسل رکھا ہے۔

۲۔ تلویح وغیرہ میں ہے کہ:

ان لم یذکر الواسطۃ اصلاً فمرسل۔

اگر درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو تو وہ مرسل ہے۔

۳۔ مسلم الثبوت میں ہے:

المرسل قول العدل قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

عادل و معتبر ناقل کا کہنا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مرسل ہے

۴۔ فواتح الرحموت میں ہے:

الکل داخل فی المرسل عند اہل الاصول۔

سب کے سب مذکورہ طریقے مرسل میں داخل ہیں۔

۵۔ انہی میں ہے:

المرسل ان کان من الصحابی یقبل مطلقاً اتفاقاً وان من غیرہٖ فالاکثر ومنہم الامام ابو حنیفۃ والامام مالک والامام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم قالوا یقبل مطلقا اذا کان

اگر مرسل صحابی سے ہو تو بالاتفاق مقبول ہے اہلِ اصول کے نزدیک یہی مسلّم ہے اگر غیر صحابی سے ہے تو اکثر کے نزدیک مقبول ہے امام ابو حنیفہ بھی انہی میں ہیں

الراوی ثقۃ الخ

امام مالک و امام احمد وغیرہ رضی اللہ عنہم ایسی روایت مطلقاً قابلِ قبول ہے بشرطیکہ ناقل راوی ثقہ ہو۔

۶۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

لا یضر ذلک فی الاستدلال به ههنا لان المنقطع یعمل به فی الفضائل اجماعا۔

ایسے مواقع پر ایسی روایات سے استدلال جائز ہے اس لئے کہ روایت منقطع فضائل میں مستند ہے بالاجماع

۷۔ شفائے امام قاضی عیاض میں ہے

اخبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقتل علی وانه قسیم النار۔

روایت قسیم النار الخ قابلِ قبول ہے

(نسیم الریاض میں فرمایا)

ظاہر ہذا ان ہذا مما اخبر به النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا انهم قالوا لم یروہ من المحدثین الا ان ابن الاثیر قال فی النہایۃ ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انا قسیم النار قلت ابن الاثیر وما ذکرہ علی لا یقال من قبیل الرای

اس لئے ظاہر ہے کہ حضرت علی نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہوگا لیکن اسے محدثین میں کسی نے بھی روایت نہیں کیا ہاں ابن الاثیر نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دوزخ بانٹنے

فہو فی حکم المرفوع اھ ملخصاً۔	والا ہوں میں کہتا ہوں ابن الاثیر ثقہ ناقل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمودہ از خود نہیں ہو سکتا حضور علیہ السلام سے سُنا ہو گا فلہٰذا یہ روایت مرفوع کے حکم میں ہے۔

۸۔ امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں

عدم النقل لاینفی الوجود واللہ تعالیٰ اعلم۔	عدم نقل شے کے وجود کے منافی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شبِ معراج مبارک عرشِ عظیم پہ تشریف لے جانا علمائے کرام وآئمۂ اعلام نے تحریر فرمایا اور وہ سب احادیث سے بھی ثابت ہے۔ اگرچہ احادیث مرسل وباصطلاح دیگر معضّل ہیں لیکن وہ فضائل میں مقبول ہے اس پر اجماع ہے جب ناقل ثقہ ہوں۔

(کذا قال امام احمد رضا قدس سرہٗ)

فائدہ: روح البیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر میں یا اسی سواری میں (جو عرش تک لے گئی)، قدرت پیدا فرمادی۔

وصول الی العرش کا حدیث صحیح سے ثبوت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرش پر پہنچنے کے متعلق بعض حضرات نے کہا کہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں مگر شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے فتوحاتِ مکیہ میں اور علامہ شعرانی نے فتوحات سے (الیواقیت والجواہر ص۳۷ ج ۲) میں صحیح حدیث حتّٰی ظَھَرتُ لمستوی ًٰ (حتیٰ کہ میں مستویٰ پر پہنچا) میں مستوی سے مراد عرش معلےٰ لیا۔ مکہ مکرمہ سے عرش تک کی مسافت تین لاکھ سالوں کی بتائی گئی ہے۔ جس طرح تفسیر روح المعانی ص ۱۱ ج ۱۵ اور نزہت المجالس ص ۱۶۰، ج ۲ میں مذکور ہے۔ یہ ایک ظاہری و عقلی اندازہ ہے ورنہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام اس سے کہیں اونچا ہے۔ اسی لئے اعلحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

عرش پہ جا کے مُرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

اتنی مسافتِ بعید اور مشاغلِ جلیلہ کے باوجود حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے تو بستر گرم تھا۔
(نزہتہ المجالس ص۱۶۰ ج ۱) (تفسیر روح المعانی ج۱)

عقلی دلیل

موجودہ دور کی ایجادات نے ان کا منہ بھی بند کر دیا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں جب سائنسدانوں نے اعلان کیا کہ ۱۹۷۰ء میں انسان چاند میں اُتر جائے گا۔ اس

وقت بھی اسے مجذوب کی بڑ کہا گیا۔ لیکن جب اپالو گیارہ کے دو انسانوں کو لے کر چاند پر اترنے کی خبریں آئیں تو اسے فوراً تسلیم کر لیا گیا۔ ہماری زمین سے چاند تک کا فاصلہ دو لاکھ چالیس ہزار میل بتایا جاتا ہے۔ سالوں کا یہ راستہ اپالو نے چند گھنٹوں میں طے کر لیا اور پھر واپس بھی آ گیا۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور کی سیڑھی کے ذریعہ مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک اور پھر سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے وہاں تشریف لے گئے جہاں کسی کا وہم وگمان بھی نہیں جا سکتا۔ ہر صاحب ایمان کا اس نور کی سیڑھی پر ایمان ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے صرف اپنے محبوب پاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص فرما دیا تھا۔ اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں پہنچا دیا۔ جہاں "کیسے وکس طرح" کا بھی مطلق دخل نہیں۔ اعلحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ کہ یوں
کیف کے پَر جہاں جلیں کوئی بتائے کہ یوں

آیات سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی اور وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی اس سیر وعروج پر شاہد ہیں اور مسلمان اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جسمانی سیر وعروج پر ایمان رکھتا ہے اور ثبوت کے لیے قرآنی آیات اور احادیث کے ارشادات موجود ہیں۔ تاہم موجودہ دور میں بعض فلسفی اور شکی طبیعتیں حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نور کی سیڑھی اور حضور کے اس جسمانی معراج پر یقین نہیں رکھتیں اور یہ ان کی انتہائی نادانی ہے۔ اس لئے کہ موجودہ دور میں انہی کی سائنس ایک ایسے "راکٹ" کا دن رات ڈھنڈورہ پیٹ رہی ہے جو بقول ان کے ایک انسان کو عالم بیداری میں جسم کے ساتھ چاند میں پہنچانے ہی والا ہے۔ پس اگر سائنس نے کوئی ایسا راکٹ ایجاد کر لیا ہے تو یہ کیوں ممکن نہیں کہ خالقِ سائنس ربِ کائنات نے ایک نور کی سیڑھی پیدا فرما دی تھی جس نے مدنی چاند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس چاند سے بھی کہیں آگے پہنچا دیا اور یہ چاند اس چاند کی گردِ راہ بن کر رہ گیا۔ مسلمان کا تو ایمان اس راکٹ کے تیار ہونے سے پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے اور جو فلسفی مزاج رکھتا ہے، اسے اپنے اس راکٹ کے مبینہ عروج کے پیشِ نظر "معراج جسمانی" کا انکار کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کا عمل مولانا قدس سرہٗ کے اس مصرعہ پر ہے۔ ؎

عقل قربان کن بہ پیشِ مصطفٰے

ترجمہ: مصطفٰے کے آگے عقل قربان

معراج مافوق السمٰوٰت

بعض فرقوں نے آسمانوں سے اوپر کی معراج کا انکار کیا ہے، ایسے ہی عرش پر لے جانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شانِ نبوت سے بے خبری کی علامت ہے۔ ورنہ یہ تو محققین کا مسلم

مسئلہ ہے کہ عرش و کرسی اور لوح و قلم وغیرہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبد الرزاق اپنی تصنیف میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث لائے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے۔ اسی حدیث پاک میں ہے:

فالعرش والکرسی من نوری والکروبیون من نوری والروحانیون من الملائکۃ من نوری وملائکۃ السمٰوات السبع من نوری والجنۃ وما فیہا النعیم من نوری والشمس والقمر والکواکب من نوری والعقل والعلم والتوفیق من نوری وارواح الانبیاء والرسل من نوری والشھدآء والصالحون من نتائج نوری۔

سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پس عرش، کرسی، کروبیون، رُوحیں، ساتوں آسمانوں کے فرشتے، جنت اور اس کی نعمتیں، سورج، چاند، ستارے، عقل، علم، توفیق، انبیاء اور رسول کی ارواح شہداء اور صالحین سب کے سب میرے نُور سے ہیں۔

(الحدیث، جواہر البحار سیدی یوسف النبہانی جلد ۲ ص۲۷)

لہٰذا ان میں سے کوئی چیز بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے باعثِ شرف و عروج نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ اشیاء آپ کے نور سے ہی پیدا ہیں۔

سیدی علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام یتشرف بہا مدخل لابن الحاج (جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شئے سے۔

اور یہ ہی حضرت فرماتے ہیں:

الا تری الی ما وقع من الاجماع علی ان افضل البقاع المواضع الذی ضمّ اعضاء الکریمۃ صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ المدخل (جلد ۱ صـ ۲۵۱)

اے ایمان والے تو اس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور تمام مقامات سے افضل ہے۔

بلکہ ائمہ احناف میں سے صاحب "دُرّ المختار" نے تو تصریح کر دی ہے کہ:

ما ضم اعضاءہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہٗ افضل مطلقاً حتیٰ من الکعبۃ والعرش والکرسی (در المختار جلد ۱ صـ ۱۸۴)

جو جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء شریفہ سے ضم کیے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے، یہاں تک کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی۔

لہٰذا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا براق پر سوار ہونا آپ کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس

کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے۔ جیسا کہ علامہ نجم الدین غیاطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛

قال ابن وحیۃ یحتمل ان یکون الحق سبحانہ تعالیٰ اراد ان لا یخلی تربۃً فاضلۃً من مشھدہٖ و وطءِ قدمہٖ فتمم تقدیس بیت المقدس بصلاۃ سیدنا محمّد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم (المعراج الکبیر السیدی نجم الدین غیطی صـ۱۳)

ابن وحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا کہ اس زمین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے، پس اس لئے بیت المقدس کی تقدیس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نماز سے پورا فرمایا، اسی طرح جہاں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ نے ملاقات فرمائی، سو یہ ان کے حق میں معراج تھی نہ کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حق میں۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ شبِ معراج جہاں سے حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ہوا ان اشیاء کو معراج ہوتی گئی، آپ نے صرف اور صرف ذاتِ حق تعالیٰ کے دیدارِ پُرانوار اور دیگر رموز و اسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف جب حضرت جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تَدَلّیٰ کا فاعل رفرف ہے اور دَنیٰ کے فاعل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ کا ترجمہ یوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ستر ہزار برس کی راہ تھی۔ اور یہ پردہ بعضے مروارید کے۔ بعضے یاقوت کے، بعضے ہوا کے تھے۔ اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستر ہزار فرشتے جن کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ سب اس کے تابع تھے۔ اس رفرف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی۔ جو کہ دانہ مروارید سفید کی طرح تھی۔ تسبیح کہتی تھی۔ اور اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے، اٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش سے وراء تھے اور ساق عرش تک پہنچا (معارج النبوۃ ج ۳، ص ۱۵۲)

یاد رہے کہ نزہتہ المجالس میں امام صفوری پانچ سواریوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اور کسی نے دو سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی عالم نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے۔ جتنی روایات جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا ہے۔

عرش کو اٹھانے والے چار فرشتوں

عرش حق ہے مسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

پر گزر ہوا جس کو حاملین عرش کہا جاتا ہے۔ ہر ایک کے سر پر چوبیس کلگیاں تھیں۔ ہر ایک کی موٹائی پانچ سال کی مسافت تھی۔ ان کا وظیفہ یہ تھا۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِ العَظِیْمُ

انتباہ دورِ حاضرہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات ماننے میں کم ظرفی کا ثبوت ہے آپ سے ذاتِ حق نہ چھپی تو باقی کو نہ ماننے کا کیا معنی ــــ؟ ہم ذیل میں صرف چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''دیدارِ الٰہی'' میں ہے

۱: امام قسطلانی نے مواہب شریف میں لکھا ہے:

وَلَمَّا انتھٰی الی العرش تَمسَّکَ العَرشُ بِاَذْیَالِہٖ

رفرف نیچے اتر آئی حتی کہ آپ اس میں بیٹھ گئے پھر حضور علیہ والسلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف پایا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۴۴)

پس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ من تنہا رواں شدم

کہ و حجابہا قطع مے کردم تا ہفتاد ہزار حجاب بگذشتم کہ ہر حجابے پانصد سالہ راہ بود وما بین ہر دو حجاب پانچصد سالہ راہ دیگر و در روایتے آنست تا آنجا کہ براق مرکب بود چوں ایں جا رسید براق بماند وانگاہ رفرف سبزے ظاہر شد کہ ضیائے وئے بر ضیائے آفتاب غالب آمد۔

(معارج ج ۳ صد ۱۵۲)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا اور بہت حجاب طے کیئے یہاں تک کہ ستّر ہزار حجابوں سے گزر ہوا۔ کہ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی۔ اور دونوں حجابوں کے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری براق یہاں پہنچ کر تھک گیا۔ اس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا۔ جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی۔ آپ اس رفرف پر سوار ہوئے۔ اور چلتے رہے۔ حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد بہت سے حجابات آئے۔ ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے، ستّر ہزار چاندی کے، ستر ہزار مروارید کے، ستر ہزار زمرد سبز کے، ستر ہزار یاقوت سُرخ کے، ستر ہزار حجاب نور کے، ستر ہزار حجاب ظلمت کے، ستر ہزار پانی کے، ستر ہزار خاک کے، ستر ہزار حجاب آگ تھے، ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے۔ کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گزرتی ہوئی پردہ داران عرش تک لے گئی۔ وہاں ستر ہزار پردہ دیکھے۔ ہر پردہ کی ستر ہزار زنجیر تھی اور ہر زنجیر کو ستر ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اٹھا رکھا تھا۔ (لدنیہ ج ۲ ص ۳۴)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرشِ الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مررت لیلۃ اُسری بی برجل مغیب
فی نور العرش۔ (زرقانی ج ۶ ص ۱۰۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔ اور سنیے

حیث کان العرش اعلیٰ مقامٍ ینتھی الیہ
مَن اسریَ بہ من الرسل علیھم الصلوٰۃ والسلامُ
قال وھذا یدُلّ علیٰ ان الاسرا کان بجسمہ
صلی اللہ علیہ وسلم (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۷)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے استواء بر عرش کو اپنی تعریف کا سبب بنایا۔ اس طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلند کر کے ان کی عظمت کا اظہار فرمایا، کیونکہ عرش وہ برتر مقام ہے، جہاں معراج کرنے والے تمام نبیوں کی سیر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی معراج جسمانی

تھی۔ اس لئے کہ جسمانی معراج ہی سے عظمت ظاہر ہوتی ہے

قال الشیخ ابوالحسن الرفاعی صعدت
فی الفوقانیات الی سبع مائۃ الف عرشٍ
فقیل لی ارجع لا وصول لک الی العرش الذی
عرج بہٖ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(براس ص۲۴۷)

حضرت ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں (حالتِ مراقبہ میں روحانی طور پر) عالم بالا میں چڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ سات لاکھ عرش سے گزر گیا۔ پھر مجھے کہا گیا۔ آپ واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔

(نوٹ: یہ عالم بالا میں رُوح کی پرواز ہے، ہاں عالم ارواح کی پرواز نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے جیسا کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں تفریح الخاطر میں ہے کہ

لما عرج بجدی صلی اللہ علیہِ وسلم لیلۃ
المرصاد و بلغ سدرۃً بقی جبریل الامین
علیہ السلام متخلفاً وقال یا محمد لودنوت
انملۃً لاحترقت، فارسل اللہ تعالیٰ روحی
الیہ فی ذالک المقام لاستفادتی من سید
الانام علیہ وعلی آلہٖ الصلوٰۃ والسلام
فتشرفت بہٖ واستحصلتُ علی النعمۃِ العظمیٰ

وَالورثۃ والخلافۃ الکبریٰ وحضرت
واوجدتُ بمنزلۃ البراق حتیٰ رکب
علی جدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم وعنانی بیدہٖ حتیٰ وصل فکان
قاب قوسین او ادنیٰ وقال لی، یا ولدی
وحدقۃ عینی قدمی ھٰذہ علی رقبتکَ
وقدماک علی رقاب کلِ اولیآء اللّٰہ تعالیٰ

جب میرے جد امجد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج ہوئی اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرئیل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں گا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمت عظمیٰ اور وراثت و خلافت کبریٰ سے بہرہ اندوز ہوا۔ میں حاضر ہوا تو مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتیٰ کہ مقام قاب قوسین او ادنیٰ پر جا پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا۔ میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

فائدہ: امام اہلسنت قدس سرہ ایک روایت نقل

فرماتے ہیں کہ حدیث مرفوع مروی کتب مشہور آئمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسریٰ اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے۔ وہاں حضور پرُنور کے پیچھے نماز پڑھی۔ حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے والحمد للہ رب العالمین اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیونکر! ہاں ہم سے سُنئے واللہ الموفق۔

ابن جریر وابن ابی حاتم وبزار وابو یعلیٰ وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثم صعدت الی السماء السابقہ فاذا انا با براھیم الخلیل مسند ظھرہ الی البیت المعمور (فذکر الحدیث الی ان قال) واذا با مّتی شطرین شطر علیھم ثیاب بیض کانھا القراطیس وشطر علیھم ثیاب امد فدخلت البیت المعموری ودخل معی الذین

علیھم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیھم ثیاب رمد وھم علیٰ خیر فصلیت انا ومن معی من المومنین فی البیت المعمور ثم خرجت انا ومن معی الحدیث۔

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا۔ ناگاہ وہاں ابراہیم علیہ السلام ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پر پائی۔ ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے میلے کپڑے والے روکے گئے۔ مگر ہیں وہ بھی خیر و خوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔ ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی۔ یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی تو حضور غوث الوریٰ اور حضور کے منتسبین باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں جنہوں نے حضور رحمت عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی والحمد للہ رب العالمین۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب عالمِ ارواح اور غوثِ اعظم کا مطالعہ کیجئے۔

عجوبہ: عالم ارواح میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات عجیب و غریب رہے۔

شبِ معراج ایک سبز مُرغ

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے متصل ایک بارگاہ بانوار آراستہ و پیراستہ دیکھی۔ اس میں دو سبز و سپید نہایت خوش پیکر دیکھے سفید تو بجائے خود متمکن ہے اور سبز دمبدم پرواز کرتا ہے اور عرش بریں پر پرواز کر جاتا ہے اور پھر پلٹ کر اپنے مقام پر آجاتا ہے۔ میں نے بارگاہِ لایزال سے ان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ سپید مرغ بایزید بسطامی اور مرغِ سبز سید عبد القادر ہیں۔ دونوں آپ کی اُمت میں سے ہیں۔ سید عبد القادر آپ کی اولاد سے ہوں گے (میلاد نامہ شیخ برحق از قیامت نامہ (تصنیف بحر العلوم لکھنوی) ص۲۷، ۲۸)

پرواز غوث اعظم

کار پردازان قضاؤ قدر جملہ ارواح انبیاء و اولیاء و عوام کو بارگاہ حق میں لائے۔ ان میں تین صفیں مرتب کیں۔

(۱) ارواح انبیاء

(۲) ارواح اولیاء

(۳) ارواح جملہ عوام اس وقت غوث اعظم کی روح پرواز کر کے صفِ اوّل میں بار بار شامل ہوئی جیسے ملائکہ کرام بار بار صف اولیاء میں لاتے لیکن روح غوثِ اعظم قرار نہ پاتی ملائکہ

نے حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور استغاثہ کیا حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روحِ غوث اعظم سے فرمایا۔ آج آپ صفِ اولیاء میں ٹھہریئے کل قیامت میں آپ کو مقام محمود کے پہلو میں جگہ دی جائے گی۔ اس پر نہایت مسرّت سے صفِ اولیاء میں رونق افروز ہوئے مزید کمالات ومناقب فقیر کی کتاب "غوث اعظم کا ہر ولی پر قدم" میں ملاحظہ کریں۔

نوٹ: یاد رہے کہ عالمِ ارواح حق ہے اس کے احوال بھی حق ہیں۔ لیکن یہ وہ جانیں جنہیں اس عالم سے وابستگی ہے۔ اہلسنت کو اس عالم پر بھی یقین ہے۔ اور اس کے احوال پر بھی اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن پ۹ میں ملاحظہ ہو۔

سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہٗ عرش میں

تفریح الخاطر میں ہے کہ

او فی کتاب رفیق الطلاب لاجل العارفین الشیخ محمد ن الجشتی نقلاً عن شیخ الشیوخ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی رأیتُ رجالاً من امتی فی لیلۃ المعراج ارایتھم اللہ تعالےٰ فی

شیخ محمد چشتی نے اپنی کتاب رفیق الطلاب لاجل العارفین میں شیخ شیوخ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے شبِ معراج اپنی اُمت کے آدمیوں کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے ان کو مقام محمود میں مجھے

مقامی، والمقام المحمود
وھو الذی لا یشارکہ
فیہ غیرہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام من الانبیاء
والرسل واولیاءِ امتی۔
انتھٰی وقال الشیخ نظام
الدین الکنجوی، کانَ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
راکباً علی البراقِ وغاشیۃ
لتقی انتھٰی وقال عمدۃ
المحدثین الامام نجم
الدین الغیطی فی کتاب
المعراج "ثم رفع الی
سدرۃ المنتھٰی فغشیتہ
سحابۃ فیھا من کل
لون فتاخر جبریل
علیہ السلام ثم عرج
بہ لمستوٍ سمع فیہ صریف
الاقدام، ورأی رجلاً
مغیباً فی نور العرش
فقال من اللہ الملک

دکھلایا اور مقام محمود صرف
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ساتھ ہی خاص ہے اس
میں دوسرے انبیاء یا رُسل
یا اولیاء میں سے کوئی بھی
آپ کے ساتھ شریک نہیں
اور شیخ نظام الدین گنجوی
فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم براق پر سوار تھے
اور براق کا زین پوش
میرے کندھوں پر تھا۔ اور
عمدۃ المحدثین امام نجم الدین
غیطی کتاب المعراج میں لکھتے
ہیں۔ پھر آپ سدرۃ المنتہے
کی طرف چڑھے تو مختلف
رنگوں کے ایک بادل نے
آپ کو ڈھانک لیا اور
جبرئیل امین وہیں ٹھہر گئے
پھر آپ سیدھے چڑھ رہے
تھے کہ قلم کے لکھنے کی آواز
سُنی اور ایک شخص نور کے

قیل لا قال انبی؟ قیل
هذا رجل کان فی
الدنیا لسانہ رطبٌ
من ذکر اللہ، وقلبہ معلقٌ
بالمساجد، ولم یستسب
لوالدیہ قط فرایٰ ربہ
فخر النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ساجداً او کلمہٗ
ربہٗ عند ذٰلک، فقال یا محمد
قال لبیک و یا رب، قال
سل تعط" الخ واعلم ان
اویسا القرنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کان نائماً فی
مقعدِ صدقٍ ولم یکن
لہ نصیبٌ فی رویتہٖ
صلی اللہ علیہ وسلم وتاخر
عن مقامِ (او ادنیٰ) فحصلت
النعمۃُ العظمیٰ والمرتبۃ
العلیا للغوث الاعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
(ذلک فضل اللہ یوتیہ

پردوں میں چھپا ہوا دیکھا
آپ نے پوچھا کیا یہ فرشتہ
ہے آواز آئی نہیں پھر
پوچھا کیا یہ نبی ہے آواز
آئی نہیں بلکہ یہ شخص دنیا
میں ذکر اللہ سے رطب اللسانی
اور دل مساجد کے ساتھ معلق
تھا اور اس نے اپنے والدین
کو کبھی سُست نہیں کہا (اسی
سبب سے اسے) پروردگار
کا دیدار نصیب ہوا۔ پس
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سجدے میں گر گئے اور
پروردگار سے ہمکلامی ہوئی
اللہ تعالےٰ نے فرمایا "اے محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض
کی لبیک، فرمایا مانگ جو مانگے
کا دیا جائے گا الخ اور جاننا
چاہیئے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ
مقام مقعد صدق سوئے ہوئے
تھے اور انہیں حضور علیہ السلام

من يشاءُ واللهُ ذو الفضل
العظيم، فاهذا قال السيد
محمدن المكي في بحر المعاني
ان سلطان الاولياء السيد
عبد القادر الكيلاني في
مقام المحبوبية له شهرةٌ
عظيمةٌ وغيرهٔ من المحبوبين
ليسوا كذالك، فاويس
القرني رضي الله تعالى عنهٗ
من المحبوبين تحت قباب
العزة واشتهار محبوبيه
الغوث الاعظم كاشتهار
محبوبية حبيب الله
سيدنا محمد صلى الله
تعالى عليه وسلم لكونه
على قدمه المباركة،

کی زیارت نصیب نہ ہوئی
اس لئے مقام اوادنی اسے بھی
پیچھے رہ گئے اور یہ نعمت
عظمیٰ اور مرتبہ علیا غوث
اعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل
ہوا یہ اللہ کا فضل ہے جس
کو چاہتا ہے دیتا ہے
اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے
فضل والا ہے۔ اسی لئے
سید محمد مکی نے بحر المعانی
میں فرمایا ہے کہ سلطان الاولیاء
سید عبد القادر گیلانی کو جتنی
مقام محبوبیت میں شہرت عظیمہ
حاصل ہے اتنی اوروں کو
نہیں۔ پس اویس قرنی ان
محبوبوں میں سے ہیں جو عزت
واحترام کی قبا میں چھپے ہوئے
ہیں ؎ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ
عنہ کی محبوبیت ایسی ہی مشہور
ہے جیسی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی کیونکہ غوث اعظم حضور کے قدموں پر ہیں

؎ آپ عالم بطون کے غوث اعظم ہیں اسی لئے ان کیلئے احکام ہی دیگر ہیں

تبصرۂ اویسی وہابیوں نے نہ تو صرف انکار کیا بلکہ کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ضرورت تھی کہ وہ غوث کی مدد سے کامیاب ہوئے۔ یہ ان کا گستاخانہ اعتراض ہے ورنہ ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کا شبِ معراج پر آسمانوں اور پھر عرش تک جانا اپنے لیے نہیں وہ بھی علوی مخلوق کو زیارت کرانے تشریف لے گئے، اسی لئے جہاں جہاں سے گزر ہوا علوی مخلوق کو معراج ہوئی۔ ایسے ہی آپ کو نہ براق کی محتاجی تھی نہ غوث اعظم کی بلکہ غوث اعظم نے کندھا پیش کیا تو یہ ان کی اپنی سعادت تھی۔

عرش پر نعلین بعض لوگ یہ عنوان سن کر گھبرا جاتے ہیں باوجودیکہ وہ خود کو اہلِ علم سمجھتے ہیں۔ لیکن اکثر ایسے لوگوں سے انکار سُنا گیا جو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم یا انہیں اس دولت کی خامی ہے ورنہ بخاری شریف و دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بہشت میں جوتے سمیت دیکھا گیا۔ بظاہر تو یہ بھی تعجب خیز بات ہے لیکن اہلِ عشق کے نزدیک معمولی امر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نسبت بلکہ نسبت در نسبت محبوب و مرغوب ہے۔ مثلاً سورۃ العادیات میں قسمیں اللہ تعالیٰ نے یاد فرمائی ہیں تو یہ تمام مقسم بہا وہ اشیاء ہیں جو منسوب در منسوب ہیں۔ اس معنیٰ پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نعلین کی قدر و منزلت سمجھ لیجئے۔ پھر یہ سمجھئے

کہ جس کے ایک مسجد کے مؤذن کی یہ قدر و منزلت ہے اس آقا ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کیا ہو گی۔

علاوہ ازیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج تین حیثیات پر مشتمل ہے۔

(۱) حقی

(۲) ملکی

(۳) بشری

بشریت کی معراج بشریت کے لوازمات کے ساتھ تو ملکی معراج ملکیت حیثیت سے اور حقی معراج حقی حیثیت سے

ہم یہ بھی کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی خلقت نور سے اور بشریت ایک لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری احوال کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو احوال بشریہ پر غالب کر دے۔ بشریت نہ ہوتی تو "شق" کیسے ہوتا۔ اور نورانیت نہ ہوتی تو آلہ بھی درکار ہوتا۔ اور خون بھی ضرور بہتا۔

جب کبھی خون بہا (جیسے غزوہ احد میں)، تو وہاں احوالِ بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا (جیسے لیلۃ المعراج شق صدر میں)، تو وہاں نورانیت غالب تھی۔

جسمانی معراج کا بھی یہی حال ہے کہ تینوں میں سے کوئی ایک ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوتی۔ لیکن بشریت کا ظہور کہیں

نورانیت کا اور کہیں حقیقت محمدیہ کا یعنی سورۃ حقیہ کا۔

آسان شد مذکورہ بالا دلائل سے مسئلہ اور واضح ہو گیا کہ عرش معلی کی معراج صورۃ ملکی سے تھی اور صورۃ ملکی کی نعلین اسی صورت سے ہو گی اور صورت بشری کے لائق نعلین کا اور معاملہ ہے اور صورۃ ملکی اور اب اشکال کیسا۔

باوجود دینہمہ ہمارے اکابر و اسلاف صالحین رحمہم اللہ نعلین سے عرش پہ جانے کی تصریح فرماتے ہیں۔

چند حوالہ جات حاضر ہیں

۱: جب سرور کونین و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش بریں پہ پہنچے تو جناب الٰہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب آگے چلے آؤ۔ تب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعلین مبارک اتارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا۔ اور آواز آئی کہ آئیے میرے حبیب! اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھئے تاکہ آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے۔ حضور علیہ السلام نے عرض کی۔ یا الٰہی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا:

فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس

پس اپنے جوتے اتار دو اس لئے کہ تحقیق آپ اس مقدس وادی میں ہیں جسکا نام طویٰ ہے۔

جب تیرا عرش کوہِ طور سے کئی درجے افضل ہے۔ میں کس طرح بمع نعلین عرش پر چلا آؤں، تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لیے حکم ہوا تھا کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو۔ اور آپ کو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لیے ہوا ہے تاکہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔
(قصص الانبیاء صـ ۲۸۷)

امام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا کہ ؎

عرش است کمین پایہ ز ایوان محمدؐ

ترجمہ: عرش حضور کے ایوانِ نبوت کا ایک ادنیٰ پایہ ہے

(ف) جس کے ایوان نبوت کا عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو وہ اگر نعلین پاک سے اس پایہ کو مشرف فرمائیں تو کیا بعید ہے۔

کسی شاعر نے کہا ؎

نعلین پائے او را بر عرش گو نگاہ کن
جاہل کہ در نیابد معنیٰ استواء را

ترجمہ: آپ کی نعلین پاک عرش پر ہے اسے دیکھ لیکن جاہل کو استواء علی العرش کا معنیٰ سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا ؎

جب قریبِ عرش پہنچے شافعِ روزِ جزا
دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا

پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
کیوں جھجکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفےٰ
عرض کی محبوب نے اے خالقِ جنّ و بشر
کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم موسیٰ کو ہوا نعلین یا نہ طور پر
حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین یا آؤ اِدھر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو
بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغِ نور ہو

۳ : نعلین بپا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ "آپ نے نعلین اُتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اُتاریئے۔ علماء سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اس کے قائل ہیں (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم)

۴ : دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کو نعلین اُتارنے کا حکم نہ ہوا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اُتارنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ علامہ نبہانی کی رُباعی ہے

علی رؤس ھذا الکون نعل محمد
علت فجمیع الخلق تحت ظلالہ
لدی الطور موسیٰ نودِیَ وخلع واحمد
علی العرش لم یؤذَنْ بخلع نعالہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی۔ اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی۔ اور کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اُتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو عرش پر نعلین مُبارک اُتارنے کا اذن نہ مِلا۔

۵ : قال بعض اکابر الصوفیۃ مجیباً عن ذالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما خاطبہ اللہ تعالیٰ عرق العظیم الھیبۃ حتیٰ تنازل الجزءُ البنای من جسدہ الشریف حتیٰ صار کالنعلین فی رجملیہِ فھمّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخلعھما فناداہ اللہُ تعالیٰ لا تخلع الیٰ اخرہٖ وذالک لانہ لوخلعھما صار نوراً روحانیاً لا ینزل الی الارض واللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اراد نزولہ لیدعو لتوحیدہٖ فافھم فانّ ھٰذا من الاسرار الخفیۃ الّتی ما اطلع علیھا الا الخواصّ من الاولیاءِ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۲۱۴)

اس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض اکابر صوفیاء نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے۔ (ان سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعلین مبارک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین کو نہ اُتاریئے۔ تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا۔ تو آپ کو عظمتِ ہیبت کی وجہ سے پسینہ آگیا حتیٰ کہ آپ کی بشری جزء آپ کے جسمِ اقدس پر سے اُتری یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں میں نعلین تر ہو گئی۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ "آپ جوتا نہ اُتاریئے" اور یہ حکم اس لیے ہوا کہ اگر آپ اس کو اُتار دیتے تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اُترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں۔ پس...... اس مسئلہ کو سمجھ۔ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے تفسیر روح البیان پ۱۶ تحت آیۃ فاخلع نعلیك میں لکھتے ہیں کہ:

"وقیل للحبیب تقدم علی بساط العرش
بنعلیک لیتشرف العرش بغبار نعال قدمیک
ویصل نور العرش یا سید الکونین الیک"
محبوب (علیہ السلام) کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط
پر اپنے نعلین مبارک سمیت آئیے تاکہ عرش آپ کے
جوڑے مبارک کے غبار سے مشرف ہو کر عزت پائے
اور بلاواسطہ عرش کا نور آپ تک پہنچ سکے۔
اس کے بعد یہی امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے
ہیں کہ مقام محمدی مقام موسوی سے از بس بلند ہے۔ اسی
لئے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ
علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔ اس لئے کہ بادشاہوں
کے دربار میں غلام پا برہنہ حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے
برعکس حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعلین اتارنے
کے بجائے عرش پر جوڑے سمیت تشریف لے گئے۔

بلال رضی اللہ عنہ بہشت میں جوڑے سمیت

سیدنا بلال کا بہشت
میں جوتے سمیت موجود ہونا بتاتا ہے کہ غلام اگر بہشت
کو جوتے سمیت جا سکتے ہیں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم بطریق
اُولیٰ جوڑے سمیت عرش معلیٰ پہ جا سکتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ
کی حدیث میں جوڑے کی تصریح عرش معلیٰ پہ آقا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جوڑے سمیت تشریف لے جانے کی طرف

اشارہ کرتی ہے (واللہ اعلم)

عقلی دلیل آپ کی نسبت کی قدر و منزلت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا جوڑے سمیت عرش معلیٰ پہ تشریف لے جانا بعید از قیاس نہیں۔

اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ اور روایت النعلین بپا بر عرش کا انکار

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے نعلین مبارک سمیت عرش پہ جانے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ روایت کو بے سند بتایا ہے۔ روایت کو بے سند کہنا نفس مسئلہ سے کب انکار لازم آتا ہے۔

دیدار الٰہی ہم کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خداوند تعالےٰ کو بیداری میں سَر کی آنکھوں سے دیکھا۔ جو لوگ شبِ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور ہمکلامی سے لاانکار کرتے ہیں ان کو اس مبارک سیر کا معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا آسمان کا زمین پر لانا۔ سیدالوجود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سَیر مبارک کے متعلق اگرچہ ضمنی طور پر بہت سی کتابوں میں ذکر موجود ہے۔ مثلاً الشفاء، للقاضی عیاض رضی اللہ عنہٗ اور مواہب الدنیہ سیّدی القطب القسطلانی اور بعض ائمۂ اکرام نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں ان میں سے

ایک حافظ محمد بن یوسف المدمشقی ہیں جو کہ سیدی جلال الملت والدین السیوطی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور ان کی کتاب کا نام: "الآیات العظیمۃ الباھرہ فی معراج سید اھل الدنیا والآخرہ" ہے۔ اور امام الشیخ علی الاجھوری مالکی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی کتاب کا نام: "النور الوھاج فی الکلام علی الاسراء والمعراج" ہے اور تیسرے سیدی علامہ نجم الدین غیطی ہیں۔ ان کی کتاب کا نام "المعراج الکبیر" ہے۔ لیکن مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسی سیر حاصل بحث اور تحقیق سیدی علامہ عبد الباقی شارح مواہب الدنیہ نے اپنی شرح زرقانی علی المواہب میں کی ہے، اس سے زائد کسی کتاب میں نہیں مل سکتی۔ زرقانی جلد ۶ ص۱ سے معراج شریف کا آغاز فرمایا ہے اور ۱۵۶ صفحات نذرِ قلم کئے ہیں۔

فقیر ان کتابوں ودیگر محققین کی تصانیف سے اثباتِ دیدار الٰہی میں چند اثبات پیش کرتا ہے۔

سیدی ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال ابو الحسن النوری شاھد الحق القلوب فلم یر قلباً اشوق الیہ من قلب محمد صلی اللہ	ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالے نے تمام مخلوق کے دلوں میں سب سے زیادہ محمد

علیہ وسلم فاکرمهٗ بالمعراج تعجیلاً للرؤیة والمکالمة۔
(رسالہ قیشریہ ص۵)

صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک کو اپنا مشتاق پایا۔ پس آپ کو اپنا دیدار اور ہمکلامی بخشنے میں عجلت فرمائی۔

۲ : سب سے بڑھ کر یہ کہ دیدار الٰہی کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ قائل ہیں۔
امام قسطلانی نے لکھا کہ :

عن ابن عباس قال اتعجبون ان تکون الخلّة لابراهیم والکلام لموسٰی والرؤیة لمحمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مواہب لدنیہ ج ۲ ص۳۷)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہو اور کلام حضرت موسٰی علیہ السلام کے لئے ہو اور دیدار حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو۔

۳ : حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر سے کہا کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا، حضرت ابوذر نے کہا عن ای شیئٍ تسئلهٗ کس چیز کی بابت آپ سے سوال کرتا، تو عبداللہ بن شقیق

نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا کیا آپ نے اپنے کو دیکھا ہے۔ حضرت ابو ذر نے کہا، میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "رَئیتُ نُوراً" میں نے نور دیکھا۔
(مسلم شریف ص۹۷)

۴ : صاحب روح البیان نے کیا خوب فرمایا کہ:
ومن المحال ان یدعوا لکریم کریماً
الی دارہٖ ویضیف حبیبٌ حبیباً فی قصرۃ
ثم یستتر عنه ولا یریته وجهه (روح البیان ج ا ص۱۵۴)
اور یہ بات ناممکن ہے کہ کریم کریم کو دعوت دے کر بلائے اور دوست اپنے دوست کو اپنے محل میں مہمان بنائے پھر اس سے چھپ جائے اور اس کو اپنا چہرہ نہ دکھائے۔

۵ : حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ:
عجب است کہ دراں مقام ببرند و در خلوت خاص آرند و با علی مطلب و اقصٰی مسالت کہ دیدار است مشرف نہ گردانند (مدارج النبوت ج ا ص۱۷۳)
تعجب کی بات ہے کہ (حضور علیہ السلام) کو اس مقام پر لے جائیں اور خلوت خاص میں لے آئیں اور اعلیٰ مطلب اور عمدہ مسئلہ کہ دیدار ہے۔ اس سے مشرف نہ کریں

۶ : صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

ثم ان القائلین بالرؤیة اختلفوا فمنھم من قال انه علیه الصلوٰة والسلام رأی ربه سبحانهٗ بعینه۔

(روح المعانی ج ۲۷ ص ۲۴۲)

پھر دیدار باری تعالیٰ کے قائلین اس مسئلہ میں مختلف ہیں، بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سر اقدس کی آنکھ مبارک سے دیکھا:

ان الراجح عند اکثر العلماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رأی ربهٗ بعینی راسه لیلة الاسراء۔

اکثر علماء کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو معراج کی رات میں اپنے سرِ اقدس کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ دوسری روایات جن سے قلب مبارک سے دیکھنے کا ذکر ملتا ہے، وہ بھی حضرت ابن عباس سے روایت ہیں۔ چنانچہ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حدیث شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

لم اره بعینی ولکن رئیت بقلبی مرتین وعن ابن عباسٍ قال سئل هل رئیت ربك قال رئیتهٗ بضوادی۔

(رواہ ابن جریر ابزاس ص ۳۷۴)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سر

کی آنکھ سے نہیں دیکھا، لیکن دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے اور
حضرت ابنِ عباس سے ایک روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے پوچھا گیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟
تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے اس کو
اپنے دل سے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو ابنِ جریر نے روایت
کیا ہے :

ثم ان المراد برویۃ الفواد رویۃ
القلب لا مجرد حصول العلم لانّہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان عالماً باللہ
علی الدوام بل مراد من اثبت لہ انّہٗ
رأہ بقلبہ ان الرویۃ التی حصلت لہ
خلقت لہ فی قلبہ کما تخلق الرؤیۃ
بالعین لغیرہٖ والرویۃ لا یشترط
لھا شیٔ مخصوصٌ عقلاً ولو جرت
العادۃ بخلقھا فی العین۔

(مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷)

اس سے واضح ہوا کہ رویۃ فواد سے دل کا دیکھنا مراد
ہے، نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام
کو اللہ تعالیٰ کا علم علی الدوام حاصل ہے۔ جن لوگوں نے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے رویۃ قلبی ظاہر کی ہے
ان کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کر دی

جاتی ہے۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کردی گئی ہے (جس سے آپ نے باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا) اور روایت دیکھنے کے لئے عقلاً کسی خاص جزوِ بدن کا ہونا یا کسی خاص شئے کا پایا جانا ضروری نہیں۔ اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ میں ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ خرقِ عادت کے طور پر آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں پیدا کردے تو اس کو ہر طرح کی قدرت ہے۔ تیسری قسم کی روایات جن سے دونوں طرح کی رئیت ثابت ہوتی ہے، یہ ہے:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما اِنّہٗ کان یقول اِن محمداً صلی اللّٰہ علیہ وسلم رائی ربہ مرتین مرۃً ببصرہٖ ومرۃً بفؤادہٖ رواہُ الطبرانی۔

(روح المعانی ج ۲۷ ص ۴۶ و مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۷)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ سر مبارک کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک کی آنکھ سے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

صوفیہ کرام کا محبوب قول

صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے، جمیع وجود سراپا جود سے اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ فرمایا چنانچہ لکھتے ہیں:

فری الحق باالحق بجمیع وجودہ لانجودہ صار بجمیہ عیناً من عیون الحق فرأی الحق بجمیع العیون وسمع خطابہ بجمیع الاسماع وعرف الحق بجمیع القلوب حتیٰ فنیت عیونہ واسماعہٗ وقلوبہ وارواحہ وعقولہ فی الحقّ۔

(عرائس البیان ج ۲ ص۲۴۷)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو فی الحقیقت اپنے تمام وجود سے دیکھا کیونکہ آپ کا وجود تمام تر ہی آنکھ ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جسم کی تمام آنکھوں سے دیکھا اور تمام کانوں سے اس کا خطاب سُنا اور تمام قلوب سے اس کو پہچانا۔ حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں اور آپ کی رُوحیں اور آپ کے عقول حق تعالیٰ کی ذات کے سامنے فنا ہو گئے۔

حکایت کسی صوفی بزرگ نے فرمایا کہ تیس۳۰ سال تک میں علماء کرام سے دنی فتدلیّٰ کا معنیٰ پوچھتا رہا، تب مجھے منکشف ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شبِ معراج میں دائیں بائیں

آگے پیچھے، اوپر نیچے خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے اس مقام پر جدائی پسند نہ کی۔ اللہ نے فرمایا، اے حبیب تم میرے رسول ہو میرے بندوں کی طرف پیغام پہنچاؤ گے اگر ہمیشہ اسی مقام پر رہو گے تو پیغام کون پہنچائے گا۔ واپس جائیے۔ ہاں تو جب اس کو چاہیں گے تو جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے تو یہ شان عطا کردوں گا۔ اسی لئے حضور نے فرمایا: قرۃ عینی فی الصلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

آخری گزارش دیدارِ الٰہی "عرشیہ" رسالہ کے موضوع میں شامل نہ تھا، لیکن چونکہ غیر مقلد ٹولہ جو عرش پہ تشریف لے جانے کا منکر ہے، دیدارِ الٰہی کا اس سے بہت زیادہ منکر ہے، یہاں مختصر سی بحث لکھ دی گئی ہے تاکہ عاشقِ کمالاتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جی ٹھنڈا ہو۔ تفصیل فقیر کی کتاب "معراج اور دیدارِ الٰہی" میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوالات وجوابات

قبل اس کے کہ فقیر سوالات کی عبارات اور ان کے جوابات لکھے، ایک قاعدہ ذہن نشین فرما لیجئے وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کا عرش پہ تشریف لے جانا عقائد کے

ابواب سے نہیں بلکہ آپ کے فضائل و کمالات کے مسائل سے ہے۔ عقائد و اصول کے لئے روایات صحیحہ و دلائل تو یہ ضروری ہیں۔ فضائل و مناقب میں یہ ضروری نہیں یہاں احادیث ضعیفہ و اشارات روایات بھی کافی ہیں سابق دَور کا اختلاف من حیث السند ہوتا ورنہ انہیں حضور علیہ السلام کے کمالات سے انکار نہ تھا۔ من حیث السند اختلاف تھا لیکن وہ بھی بعض حضرات ورنہ جمہور کا مذہب وہی تھا جو ہم کہتے ہیں۔

سوال حضور علیہ السلام کا عرش پہ تشریف لے جانے کا محدثین نے انکار کیا ہے۔ چنانچہ امام رضی الدین قزوینی سے جب یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے یہ جواب دیا۔

اما حديث وطء النبي صلى الله عليه وسلم العرش بنعله فليس بصحيح ولا ثابت بل وصوله الى ذروة العرش لم يثبت في خبر صحيح ولا حسن ولا ثابت اصلا وانما صح وحسن الاخبار انتهاؤه الى سدرة المنتهى فحسب واما لوراءها فانما ورد ذلك في اخبار ضعيفة ومنكرة لا يعرج عليها اه

ترجمہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نعل مبارک سے عرش کو پامال کرنا صحیح نہیں اور نہ ثابت ہے بلکہ آپ

کا عرش کے اوپر پہنچنا کسی حدیث صحیح یا حسن یا ثابت سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ہاں احادیث میں آپ کا فقط سدرۃ المنتہے تک پہنچنا ثابت ہے اور اس سے اوپر تشریف لے جانا صرف احادیث ضعیفہ ومنکرہ میں وارد ہے کہ جن پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔

ایک اور محدث نے امام قزوینی کی تائید کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

ولم یرد فی حدیث صحیح وحدیث حسن ولا ضعیف انہ جاوز سدرۃ المنتہٰی بل ذکر فیہا انہ انتہی الی مستوی سمع فیہ صریف الاقلام فقط ومن ذکر انہ جاوز ذٰلک فعلیہ البیان وانی لہ بہ ولم یرد فی خبر ثابت ولا ضعیف انہ رقی العرش وافتراء بعضہم لا یلتفت الیہ ولا اعلم خبراً ورد فیہ انہ رأی العرش الاما رواہ ابن ابی الدنیا عن ابی المخارق انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مررت لیلۃ اسری بی برجل مغیب فی نور العرش فقلت من ھذا ملک قیل لا قلت نبی قیل لا قلت من ھو قیل ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطب من ذکر اللّٰہ

ولم يستسب لوالديه قط وهو خبر مرسل لا تقوم به الحجة فی هذا الباب (شرح زرقانی المواہب جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ: اور کسی حدیث صحیح، حسن یا ضعیف میں وارد نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی سے آگے تشریف لے گئے۔ بلکہ حدیثوں میں ہے کہ آپ صرف ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں آپ نے فرشتوں کے قلموں کی آواز سُنی۔ جو شخص کہتا ہے کہ آپ اس سے آگے تشریف لے گئے، اس کا ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ اور ایسا ثبوت اس کے پاس کہاں ہے کسی حدیث ثابت یا ضعیف میں یہ نہیں کہ حضور عرش کے اوپر تشریف لے گئے۔ اور کسی کے افترا کی طرف التفات نہیں ہو سکتی۔ مجھے کوئی حدیث معلوم نہیں جس میں یہ آیا ہو کہ حضور نے عرش کو دیکھا بجز اس روایت کے جس کو ابن ابی الدنیا (متوفی ۲۸۳ھ) نے ابوالمخارق سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج میں میرا گزر ایک شخص پر ہوا جو عرش کے نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔ کیا پیغمبر ہے۔ جواب ملا نہیں۔ میں نے کہا۔ پھر کون ہے۔ جواب ملا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کی زبان دُنیا میں ذکرِ الٰہی سے تازہ رہتی تھی اور اس نے کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہیں دی۔ اگرچہ یہ حدیث مرسل ہے جو اس

بارے میں بطور حجت پیش نہیں۔

جوابِ ۱ محدث مذکور کا یہ کہنا کہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف لے جانے کے بارے میں کوئی حدیث ضعیف بھی وارد نہیں ہوئی درست نہیں کیونکہ امام قزوینی جن کی یہ تائید کر رہا ہے وہ بھی قائل ہیں کہ سدرہ سے آگے تشریف لے جانے کے بارے میں احادیث ضعیفہ ومنکرہ آئی ہیں۔

جوابِ ۲ حدیث مرسل کی حجیت سے انکار کرنا بھی محل نظر ہے کیونکہ امام شافعی کے سوا تمام اس کے حجت ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شیخ علی الاجھوری المالکی (متوفی ۱۰۶۶ھ) اس کے جواب میں لکھتے ہیں؛

قلت قول القزوینی ومن ارتضی
کلامہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
لم یتجاوز سدرۃ المنتہیٰ ممنوع
ویؤید المنع ما تقدم من انہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتہائہ
الی سدرۃ المنتہیٰ غشیۃ سحابۃ
وارتفعت بہ ودعویٰ ان الحدیث
المرسل لا تقوم بہ الحجۃ فی ھذا
الباب فیہ فان اطلاق الاصولیین

علی احتجاج الامۃ ماعدا الشافعی
بالحدیث المرسل یشمل ھذا وغیرہ۔
(جواہر البحار للنبہانی ص۱۴-۱۲)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ امام قزوینی اور اس کے مؤید کا یہ قول کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے تشریف نہیں لے گئے ممنوع ہے۔ اور منع کی تائید کرتی ہے۔ وہ روایت جو پہلے آچکی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سدرۃ المنتہے پہنچنے کے بعد ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور آپ کو اوپر اُٹھا لیا۔

جواب ۳ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ حدیث مرسل کے اس باب میں حجت نہیں۔ کیونکہ اصولیوں کا یہ اطلاق کہ امام شافعی کے سوا سب امت حدیث مرسل کے ساتھ حجت پکڑتی ہے۔ اس مرسل اور دوسری مرسل حدیثوں کو شامل ہے۔

علامہ اجھوری نے منع کی تائید میں جس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے، وہ ابن ابی حاتم نے بروایت انس نقل کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں:

حتی انتہی الی الشجرۃ فغشیتنی سحابۃ
فیہا من کل لون فرفضنی جبرئیل
(خصائص کبریٰ للسیوطی ص۱۵۵ ج ۱)

ترجمہ: حضرت جبرئیل سدرۃ المنتہے تک پہنچے۔ پس مجھ

کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا۔ جس میں ہر طرح کے رنگ تھے۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔

فائدہ: ابن جریر و بیہقی و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے بطریق ابو ہارون العبدی جو حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے، اس میں ہے:

ثم انی رفعت الی سدرۃ المنتھیٰ فتغشانی فکان بینی و بینہ قاب قوسین او ادنی۔

(ص ۱۶۹ ج ۱)

ترجمہ: پھر میں سدرۃ المنتہےٰ تک اٹھایا گیا۔ پس مجھ کو ڈھانپ لیا۔ پس میرے اور اللہ کے درمیان ایک کمان کی مقدار یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

برداشت از طبیعتِ امکاں قدم کہ آں
اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصۂ وجوب کہ اقتضائے عالم است
کانجا نہ جاست نے جہت و نے نشان کہ نام
سرّے است لب شگرف در اینجا بپیچ ہاں
از آشنائے عالم جاں پرس ازیں مقام

قدم نے حدوث کو اس کی طبیعت سے اوپر اٹھالیا دلیل: اسریٰ بعبدہ الخ ہے۔

وجوب کے میدان تک جو کہ عالم حدوث کی انتہا ہے

وہ ایسی جگہ ہے جہاں نہ جہت نہ نشان نہ نام۔ یہ ایک راز ہے بہت عجیب اس سے گردن نہ پھیر۔ آشنائے عالم سے اس مقام کے متعلق سوال کر یعنی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

عرش پہ پھریرا

اس میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضور سرورِ کائنات سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہژدہ ہزار عالم کی سلطنت وحکومت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس سلطنت کا مرکزی مقام "عرش اعظم" ہے اور اس پر آپ کے علم لہرانے کا ذکر احادیث میں ہے منجملہ ان کے ایک عرض کر دوں۔ مولانا برزنجی اپنے مولود شریف میں لکھتے ہیں؛

نوری فی السمٰوٰت والارض یحملھا من۔

انوارہ الذاتیہ۔

یعنی زمین وآسمان میں خوشخبری سنائی گئی انوار ذاتیہ محمدیہ سے آمنہ خاتون کے حاملہ ہونے کی خبر سن کر

فنطفت بحملہ کل دابۃ القریش بفصاح لسان العربیہ وخرت الاسرۃ والامناہ علی الوجوہ والافواہ۔ پس بول اٹھے آمنہ تمام چوپائے قریش کے عربی زبان میں بڑی فصاحت کے ساتھ اور اوندھے ہو گئے تخت بادشاہوں کے اور گر پڑے بت منہ کے

بل اُلٹے وبشّرت وحوش المشارق والمغارب
ودابھا البحریتہ اور بشارت دی گئی مشرق اور
مغرب کے وحشی جانوروں چرند و پرند اور دریائی
جانوروں کو وبشّرت الجنّ بالطلال زمانہ
وانھلك الکھانتۃ ورہبت الرّھبانیۃ اور
بشارت دی جنّوں نے آپ کے زمانہ کی پیدائش کے
قریب ہونے کی اور سُست ہو گئی کہانت اور مٹ گیا
جوگیوں کا جوگی پنا واوقیت امانی المنام فقیل
لھا اِنّك حملت سید العٰلمین وخیر البریۃ
فسمّیہ محمّداً اذا وضعتہٖ فانّہ ستحمدُ بھا
اور آپ کی والدہ کو خواب میں خوشخبری دی گئی کہ کوئی
ان سے کہتا تھا کہ تیرے پیٹ میں سردارِ تمام عالم اور بہتر
ہے ساری خلقت سے اور جب یہ پیدا ہوں تو ان کا نام
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنا اس لیے کہ انجام نیک ہے
پھر حکم ہوا جبریل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت
کے ساتھ ایک علمِ سبز محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر
دُنیا میں جاؤ اور اُس علم کو کعبہ کی چھت پر کھڑا کرو اور
منادی کردو کہ آج کی رات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے حضرت آمنہ مشرف ہوئی ہیں اور اہلِ زمین خوش ہو
اور فخر کرو کہ دونوں جہان کے سردار حبیب اللہ محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ خوش قسمت اس اُمّت

کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا پیغمبر پائے اور زہے تقدیر اس شخص کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور پڑھے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ط

عرش اعظم پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی:

لقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمدٌ رسول اللّٰہ فسکن۔

البتہ جب میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگا تو میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا تو وہ ساکن ہو گیا (خصائص الکبریٰ ص۱۹ ج ۱، کتاب الوفا ص۶۰ ج ۱، مستدرک ص۶۱۴ ج ۲، زرقانی شریف ص۲۴۳ ج ۵)

عرش کو سکون ملا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے عیسےٰ علیہ السلام کو فرمایا:

یا عیسٰی آمن بمُحمّدٍ ومر من ادرکہ من اُمّتک ان یؤمنوا بہ فلولا مُحمدٌ ما خلقت اٰدم ولولا مُحمّدٌ ما خلقت الجنّۃ والنار ولقد خلقتُ العرش علی الماء فاضطرب فکتبتُ علیہ لا اِلٰہ الّا اللّٰہ مُحمّدٌ رسُول اللّٰہ۔

اے عیسیٰ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خود بھی ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم دو کہ جو ان کے زمانۂ رحمت کو پائے ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر "محمد" (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ان کی ذرّیت کو اور نہ جنّت و نار کو (ان کی عظمت شان کا یہ عالم ہے) کہ جب میں نے پانی کے اوپر نور بنایا تو عرش بے تاب و مضطرب تھا تو میں نے اس پر لا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمدٌ رسول اللہ لکھا (میرے اور میرے محبوب کے نام کی برکت سے، عرش کی بے چینی جاتی رہی اور اس کو سکون و اطمینان ہو گیا (فتاویٰ حدیثیہ ص ۳۴، سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص ۲۱۱)

عرش تا فرش تیرے نام سے برقرار

جو لوگ کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ناواقف ہیں وہ تو اس سے انکار کریں گے کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمام کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے برقرار ہے لیکن حقیقت میں نگاہ کو انکار کے بجائے عین ایمان سمجھتے ہیں اور نہ صرف عقیدت سے بلکہ حقیقۃً اور واقعۃً اس لیے کہ یہ مخالفین کو مسلم ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں عرش معلےٰ کے گھیرے میں ہیں زمین و آسمان میں پیدا ہونے والی ہر چیز کا عرش معلےٰ نے احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کے ضمن میں فرشتے بھی ہیں اور انسان بھی، جنّات بھی ہیں اور حیوانات بھی، جمادات بھی ہیں اور نباتات

بھی۔ مفردات بھی ہیں اور مرکبات بھی۔ عناصر اربعہ بھی ہیں اور ان سے ترکیب پانے والی اشیاء بھی۔ تو جب عرش معلےٰ (جس نے ان تمام اشیاء کا احاطہ کیا ہوا ہے) کی بے قراری و بے تابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت کے بغیر نہیں جا سکتی تو وہ چیزیں جو ہر وقت عرش کے احاطہ میں ہیں ان کی بے قراری و بے تابی آپ کے نام کے بغیر کس طرح جا سکتی ہے۔

وظیفہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہر بے قرار و بے تاب انسان کو چاہیئے کہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کا خوب ورد کرے اور آپ کی شریعت مطہرہ کی پیروی اور سنتِ مقدسہ کی اطاعت پورے طور پر بجا لائے تاکہ بے قراری کے مرض اور بے تابی کے دُکھ سے نجات پا کر چین و سکون حاصل کرے۔ اس بیماری کا علاج اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ ؎

یہی نام ہے بیکسوں کا سہارا
یہی نام ہے دردمندوں کا چارا
میرا منہ لیا چوم روح الامین نے
لیا میں نے جس وقت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرش پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی تفصیل روایات تو فقیر نے اپنی تصنیف "شہد سے میٹھا نام محمد" میں لکھ دی ہیں۔ ایک روایت حاضر ہے:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لما خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم نور طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہ آخذ واعطی وامتہ افضل الامم وافضلہا ابوبکر الصدیق۔

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور قلم سے (جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا) لکھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں میں انہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے دوں گا اور ان کی اُمت سب میں افضل ہے اور اُن میں ابوبکر صدیق۔

(حاشیہ دلائل الخیرات از مولانا عبد الحق الہ آبادی مہاجر مدنی خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رضی اللہ عنہما)

ملک وملکوت میں

نہ صرف عرش پر بلکہ جملہ ملکوت پر حضور سرور عالم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی مکتوب ہے۔ چنانچہ خصائصِ صغریٰ میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کا اسمِ گرامی عرش اور ہر آسمان اور جنان بلکہ ملکوت کی ہر شے میں مکتوب ہے

ہٰذا آخر ما رقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

(بہاول پور۔ پاکستان)

۲۴ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ
بعد صلوٰۃ العشاء
شب پنجشنبہ (لیلۃ الخمیس)